اصلاح و دعوت

محمد ذکوان ندوی

سازش کا نظریہ

سازش کا نظریہ اِس معنی میں درست نہیں کہ آدمی اپنے تمام مسائل و اِدبار کی ذمہ داری دوسروں پر عائد کر دے اور پھر یہ سمجھے کہ اب ہمارا کام صرف اُنھیں مطعون کرنا ہے۔ اِسی طرح سازش کی عدم موجودگی کا نظریہ بھی خلاف واقعہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک دوطرفہ معاملہ ہے۔ کوئی سازش صرف اُسی وقت موثر ہو سکتی ہے جب زیر سازش فرد یا گروہ کے پاس اُس کے تدارک کا سامان موجود نہ ہو۔ سازش اصل میں حسد اور عدوان ہی کا دوسرا نام ہے، جو بالکل ایک بدیہی ظاہرہ ہے۔ ایسی حالت میں شیاطین الانس والجن، دونوں کے 'کید' (سازش) سے واقفیت اور اُس کے لیے ضروری تدبیر لازمی ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے (یوسف ۱۲: ۵)۔ اِسی طرح مختلف انداز سے بتایا گیا ہے کہ یہ شیاطین معروف معنوں میں صرف 'شیاطین الجن' نہیں، بلکہ وہ اپنے 'قبیلہ'، 'ذریت'، 'اولیا' اور 'شیاطین الانس' کی شکل میں سرگرم عمل ہوتے ہیں۔ شیاطین الجن اُنھی کے تعاون اور تحالف سے اپنے بہت سے کام کرتے ہیں۔ اِس سلسلے میں درج ذیل آیات ملاحظہ ہوں:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا. (الانعام ۶: ۱۱۲)

"(یہ معاملہ صرف تمھارے ساتھ نہیں ہے)۔ ہم نے انسانوں اور جنوں کے اَشرار کو اِسی طرح ہر نبی کا دشمن بنایا۔ وہ دھوکا دینے کے لیے ایک دوسرے کو پرفریب باتیں اِلقا کرتے رہتے ہیں۔"

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ. (الفرقان ۲۵: ۳۱)

’’(یہ جس طرح تمھارے دشمن بن کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، اے پیغمبر)، ہم نے اِسی طرح مجرموں میں سے ہر نبی کے دشمن بنائے ہیں۔‘‘

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ. (الانعام ۶: ۱۲۱)

’’اور متنبہ رہو کہ شیاطین اپنے ایجنٹوں کو القا کر رہے ہیں کہ وہ (اس معاملے میں بھی) تم سے جھگڑیں۔‘‘

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ. (الانعام ۶: ۱۲۸)

’’اے جنوں کے گروہ، تم نے تو انسانوں میں سے بہتوں کو اپنا لیا۔ چنانچہ انسانوں میں سے اُن کے ساتھی (فوراً) کہیں گے: پروردگار، ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے سے خوب حظ اٹھایا۔‘‘

اِسی طرح قرآن میں ’کید‘ اور ’مکر‘ کے الفاظ بھی بار بار استعمال کیے گئے ہیں۔ مثلاً ملاحظہ ہو:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ. (الانفال ۸: ۳۰)

’’اُس وقت کو یاد رکھو، (اے پیغمبر)، جب منکرین تمھارے معاملے میں سازش کر رہے تھے کہ تمھیں قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا (ملک سے) نکال دیں۔ وہ یہ سازش کر رہے تھے اور اللہ بھی اپنی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ بہترین تدبیر فرمانے والا ہے۔‘‘

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ. (سبا ۳۴: ۳۳)

’’دبے ہوئے لوگ متکبرین کو جواب دیں گے کہ نہیں، بلکہ تمھاری دن رات کی چالیں تھیں جو یہاں تک لے آئی ہیں، جب کہ تم ہمیں سمجھاتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کریں اور اُس کے شریک ٹھیرائیں۔‘‘

اِسی طرح ارشاد ہوا ہے:

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ. (یوسف ۱۲:۵)

”جواب میں اُس کے باپ نے کہا: بیٹا، اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا، ایسا نہ ہو کہ وہ تمھارے خلاف کوئی سازش کرنے لگیں۔ اِس میں شبہ نہیں کہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔“

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا. وَّاَكِيْدُ كَيْدًا. (الطارق ۸۶: ۱۵-۱۶)

”یہ ایک چال چل رہے ہیں اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں۔“

تدبیر کار

جس طرح سازش کی نفی کا نظریہ حقیقت واقعہ کے خلاف ہے، اُسی طرح یہ روش بھی انتہائی مہلک ہے کہ آدمی دوسروں کو اپنے تمام تر مسائل کا ذمہ دار بتا کر نہ خود اُس کے متعلق متنبہ رہے اور نہ اُس کا حقیقی تدارک کرنے کی کوشش کرے۔ اِس کے برعکس، ایک مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے زمانے سے باخبر (أن يكون بصيرًا بزمانه) رہتے ہوئے اِس معاملے میں خدا اور رسول کے بتائے ہوئے طریقوں پر پوری طرح عمل کرے۔ قرآن وسنت کے مطابق، یہ ہدایات اصلاً دو ہیں:

۱۔ علم نافع

۲۔ اخلاق حسنہ

علم نافع سے مراد قرآن وسنت اور وقت کے تقاضوں کے مطابق، تمام مفید اور ضروری علم کا حصول ہے۔ اِسی طرح اخلاق حسنہ سے مراد معروف قسم کی ”خوش اخلاقی“ نہیں۔ اخلاق ایک گہرا اور وسیع لفظ ہے۔ اِس سے مراد تمام اعلیٰ انسانی اوصاف ہیں۔ جیسے تواضع، ضبط نفس، شعوری بلندی، عقلی پختگی، سخت کوشی، جرأت، دیانت، بااصول زندگی اور انسانی ہم دردی، وغیرہ۔ اہل ایمان کی نسبت سے قرآن میں اِنھی صفات کو ایمان و عمل صالح اور صبر و تقویٰ کے جامع ترین الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ یہاں 'عمل صالح' سے مراد صرف معروف قسم کے مراسم (نماز و روزہ و قربانی و حج) نہیں ہیں، قرآن میں 'عمل صالح' سے مراد ہر وہ عمل ہے جو انسان کی بھلائی اور خدا کی مرضی کے تحت کیا گیا ہو۔ یہاں جس طرح نماز اور تلاوت ایک 'عمل صالح' ہے، اُسی طرح دوسرے کارہاے خیر، انسانی ہم دردی اور

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

فطرت کا مطالعہ بلاشبہ ایک 'عمل صالح' کی حیثیت رکھتا ہے۔

اِس حقیقت کو سمجھنے کے لیے یہاں صرف دو روایات کا مطالعہ کافی ہوگا۔ اِس کے مطابق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'لأن يمشي أحدُكم مع أخيه في قضاء حاجة، وأشار بإصبعه، أفضل من أن يعتكف في مسجدي هذا شهرَين'،[1] یعنی تم میں سے کسی شخص کا اپنے بھائی کی حاجت برآری کے لیے نکلنا میری اِس مسجد (مسجد نبوی) میں دو ماہ کے اعتکاف سے زیادہ بہتر ہے۔ اِسی طرح آپ کا ارشاد ہے: 'تفكُّرُ ساعةٍ، خيرٌ مِن قيامِ ليلةٍ'،[2] یعنی ایک لمحے کا غور و فکر رات بھر کے قیام سے بہتر ہے۔

مذکورہ ارشادات رسول سے یہ حقیقت بالکل مبرہن ہو جاتی ہے کہ خدا کے دین میں صرف معروف مراسم کا نام عبادت اور عمل صالح نہیں، بلکہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے تمام 'کارہاے خیر'[3] اِس میں شامل ہیں —— اور یہی وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے آدمی شیاطین جن وانس کے تمام حربوں کو ناکام بنا سکتا ہے۔

(علی گڑھ، ۲۸/ فروری ۲۰۲۰ء)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۔ السلسلة الصحيحة، رقم ۶۰۷۔

۲۔ مصنَّف ابن أبي شيبة، رقم ۳۵۷۲۸۔ الزهد، أحمد بن حنبل، رقم ۷۵۰۔

۳۔ البقرہ ۲: ۱۴۸۔ آل عمران ۳: ۱۱۴۔ المائدہ ۵: ۴۸۔ الانبیاء ۲۱: ۹۰۔ الحج ۲۲: ۷۸۔